

جناب سیدہ فاطمہ الزہراء . آٹھویں قسط

<?xml encoding="UTF-8">

ہم گزشتہ ہفتے یہاں تک پہنچے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اہل خاندان نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت فاطمہ (رض) کے لیئے دستِ سوال دراز کر یں۔ اب آگے بڑھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں بہت سی روایات ہیں مگر مسندِ علی میں یہ واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود بیان فرمایا ہے۔ لہذا پہلے ہم وہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ (ص) کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت فاطمہ (رض) سے نکاح کا پیغام دینا چاہا تو دل میں سوچا کہ کس طرح پیغام دوں! جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر میں نے اس سلوک کے بارے میں نے سوچا جو شروع سے میرے ساتھ رہا، اور اپنے اوپر شفقت اور محبت کا خیال آیا توہمت بندھی، تو میں نے پیغام دیدیا۔ حضور (ص) نے جواب میں پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ تو میں (رض) نے کہا کہ کچھ بھی نہیں۔ تب حضور (ص) نے فرمایا کہ میں نے مالِ غنیمت میں سے جو تمہیں حطیمہ نامی زرہ دی تھی وہ کہاں ہے؟ میں عرض کیا کہ وہ تو میرے پاس ہے۔ حضور (ص) نے فرمایا یہ ہی اس کو (فاطمہ) کو دیدو۔ میں نے جواب میں آمادگی ظاہر کی اور عرض کیا نعم! یا رسول اللہ! (بہتر ہے! یا رسول اللہ)۔

اس کے بعد حضور (ص) اس حجرے میں تشریف لے گئے جہاں اس وقت حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا تشریف فرما اور اپنی عادت کے مطابق محو عبادت تھیں۔ جب انہیں حضور (ص) کی آہٹ اور خوشبو محسوس ہوئی تو حضور (ص) کی پیشوائی کے لیئے کھڑے ہو کر آگے بڑھیں۔ حضور (ص) نے حسب عادتِ کریمہ سلام میں سبقت فرمائی، جس کا جواب حضرت فاطمہ (رض) نے دیا اس کے بعد وہ قریب آئے اور سر پر ہاتھ پھیرا، دعائیں دیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے بیٹی (رض)، میرے پاس تیرے لیئے میرے خاندان کا سب سے بہترین فرد سوالی بن کر آیا ہے اس پر اللہ اور اس کا رسول (ص) دونوں خوش ہیں، اگر تم اجازت دو تو میں تمہیں علی (رض) کے ساتھ رشتہ مناکحت میں منسلک کردوں۔ انہوں (رض) نے ایک مشرقی بیٹی کی طرح حیا سے سر جھکا لیا جو کہ خاموش اظہارِ رضا کا اشارہ اس معاشرہ میں سمجھا جاتا تھا۔ پھر وہ باہر تشریف لائے اور حضرت علی (رض) سے فرمایا کہ علی (رض) مبارک ہو تم اللہ کے رسول (ص) کے داماد بن رہے ہو اور ان (رض) کا نکاح حضرت فاطمہ (ص) سے پڑھادیا۔ یہاں کچھ مورخین یہ لکھا ہے کہ اس زرہ کو فروخت کر نے کی نوبت ہی نہیں آئی بلکہ وہ حضرت عثمان (رض) نے جو وہاں موجود تھے چار سو اسی درہم میں خرید کر واپس حضرت علی کو ہدیہ کر دی۔ واللہ عالم

جبکہ کچھ مورخین میں اختلاف ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ وہ چار سو درہم میں فروخت ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ رقم لاکر حضور (ص) کے دستِ مبارک پر رکھدی۔ اس میں سے کچھ رقم حضور (ص) نے حضرت بلال (رض) کو عطا فرمائی کہ اس سے خوشبو وغیرہ خرید لائیں۔ اور بقیہ رقم ولیمے اور جہیز میں کام آئی۔ جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ولیمہ کے لیئے یہ سوچا تھا کہ جو اونٹ ان کو غزوہ بدر میں ملا تھا وہ ولیمہ میں کام آجائے گا۔ اور وہ اس سے لاعلم تھے کہ وہ ان کے چچا حضرت حمزہ (رض) نے دعوت میں کاٹ کر لوگوں کھلادیا ہے۔

اس واقعہ کو بخاری (رح) اور مسلم میں تفصیل سے لکھا جس کو ابنِ کثیر (رح) نے البدایہ والنہایہ میں لکھا

ہے، مگر سوائے اونٹ اور عقد کے سارا واقعہ غیر متعلق ہے لہذا ہم اس کو نظر انداز کر کے اس کا لب لباب پیش کر رہے ہیں، جو یہ ہے کہ پہلے ان کے پاس کچھ نہیں تھا لہذا خواہش کے با وجود ان کی حضور (ص) سے حضرت فاطمہ (رض) کو مانگنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر جب ان کو غزوہ بدر میں ایک گھوڑا، ایک اونٹ اور ایک زرہ مل گئی تو انہوں (رض) نے ہمت کی اور دستِ سوال دراز کیا۔ اس کو تین حوالوں سے انہوں نے درج کیا ہے کہ حضرت زین العابدین (رض) نے اپنے والد (رض) سے اور انہوں نے اپنے والد (رض) سنا۔

اس کے علاوہ ایک تیسری روایت بھی ملتی ہے جو کہ بیہقی (رح) نے ابی عبد اللہ المنذہ کی کتاب المعرفت سے لی ہے کہ حضور (ص) نے حضرت علی (رض) سے حضرت فاطمہ (رض) کا عقد پہلے سال ہی فرما دیا تھا جبکہ رخصتی انہوں نے تین سال بعد کی۔ اور انہوں نے بھی پورا واقعہ حضرت علی کی زبانی متعدد حوالوں سے تحریر کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ حضرت علی (رض) نے فرمایا کہ جب میں نے حضرت فاطمہ (رض) کا رشتہ دیا تو حضور (ص) نے بلا کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے تو میں نے کہا کہ اس زرہ کے سوا کچھ نہیں ہے ”حضور (ص) نے فرمایا چلو یہ ہی کافی ہے“ یہاں چونکہ بلا کر پوچھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رشتہ انہوں (رض) نے براہ راست نہیں دیا بلکہ کوئی اور درمیان میں تھا۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے ایک مورخ نے حضور (ص) کی پہلی دایہ حضرت اُم ایمن (رض) کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے رشتہ دیا اور وہ درمیان میں تھیں۔ جبکہ مورخین کی اکثریت اور پورا واقعہ اس پر دلائل کر تا ہے کہ یہ تقریب غزوہ بدر کے فوراً بعد انجام پائی۔ میری ناقص رائے میں یہ ہی درست ہے کہ یہ تقریب غزوہ بدر کے بعد انجام پائی۔ واللہ عالم۔

اسی طرح جہیز میں بھی اختلاف ہے۔ جبکہ ایک مورخ نے سب یک جا کر کے جو جہیز لکھا ہے اس میں تقریباً ضرورت کی ہر چیز ہے جو ایک نئے گھر کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے - ۱۔ چادر ایک عدد ۲۔ چکی (ایک عدد) ۳۔ بستر سادہ کپڑے کا ایک (عدد) ۴۔ مٹی کے گھڑے (دو عدد) ۵۔ کھجور کے پتوں کی چٹائی (ایک عدد) ۶۔ گلاس (چار عدد) ۷۔ کپڑوں کا جوڑا (ایک عدد) ۸۔ قیمتی قمیص (ایک عدد) ۹۔ چاندی کے بازو بند (ایک جوڑا) ۱۰۔ موٹے کپڑے کے تکیے (چار عدد) ۱۱۔ تانبے کا لوٹا (ایک عدد)

جبکہ رخصتی سے پہلے حضرت علی (رض) ایک کچا مکان کرایہ پر لے چکے تھے - جس میں پہلے سے جو سامان موجود تھا اس کی تفصیل یہ ہے - ایک مینڈھے کی کھال جو بستر اور جائے نماز دونوں کا کام دیتی تھی اور اس پر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تکیہ رکھا رہتا تھا۔ لکڑی کے ستون کے ساتھ ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، جو کہ وہ پانی لانے کے لئے استعمال کرتے تھے اور ایک کونے میں پانی کا گھڑا جو کہ ایک پیالے سے ڈھکا ہوا تھا۔ جس کے بارے میں یہ بات متفقہ علیہ ہے کہ اس میں حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کی وفات تک بقول مورخین کے کوئی اضافہ نہیں ہوسکا۔ حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے سب غزوات میں شرکت کی سوائے تبوک جس میں ان کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر حضور (ص) چھوڑ گئے تھے۔ اور انہیں سوار ہونے کی وجہ سے دہرا حصہ بھی ملتا تھا جو کہ پیادوں کے مقابلہ میں ہر ایک کو دہرا ملا کرتا تھا اس کے علاوہ فتح خیبر کے بعد کچھ جائداد بھی سب کی طرح ان کے حصے میں بھی آئی تھی۔ مگر دونوں (رض) کی بے مثال سخاوت کی وجہ سے کبھی کچھ پس انداز ہی نہیں ہو سکا، کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں - کے عمل میں دونوں (رض) حضور (ص) کا پرتو تھے - (باقی آئندہ)